GOVERNMENT OF WEST BENGAL

West Bengal State Haj Committee

WBCS Coaching cum Guidance Cell

PAPER-I (URDU COMPULSORY)

DATE- 29/12/22

*

MOCK SET-06

FULL MARKS: 200

IME ALLOWED: 3 HOURS

1. Write a letter from the following topics to the editor of an Urdu newspaper in 150 words. 40

Writh X, Y, Z instead of your name.

(الف) اساتذہ کی ذمہ داریاں
(ب) انسان کی کوتاہیاں
(ج) ہماری نافرمانیاں

2. Draft a report on the following topic in 200 words. 40

کنیاشری پروگرام

3. Write a Precis of the following passage in Urdu. 40

شاعری کی مختلف دبستانوں میں تقسیم کو غیرفطری قرار دینا(۱) دراصل اس انتہاپسندی کا ردعمل ہے جو بہت سے نقادوں نے دبستان دہلی اور دبستان لکھنؤ کے بیان میں اپنائی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے یہ بات بھی تسلیم کی جاسکتی ہے کہ بڑا شاعر اپنے ماحول سے متاثر ہونے کے بجائے اپنے ماحول کو متاثر کرتا ہے لیکن یہ بات ہر شاعر اور ادیب کے بارے میں نہیں کہی جاسکتی۔ زیادہ تر شعراء اپنے ماحول کا اثر قبول کرتے ہیں اور اپنے عہد اور ماحول ہی سے اپنا فکری مواد حاصل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر دہلی اور لکھنؤ کے شعراء نے اپنے مخصوص ماحول اور تہذیبی روایات کا اثر قبول کرتے ہوئے مختلف رنگ و آہنگ کی شاعری کے نمونے پیش کئے تو اسے کیوں کر غیرفطری عمل قرار دیا جاسکتا ہے۔

شاعری کے دبستان لکھنؤ کا تجزیاتی مطالعہ کرنے سے پہلے لکھنؤ کے اس تہذیبی پس منظر کا جائزہ لینا ضروری ہے جس میں لکھنوی شاعری پروان چڑھی اور جہاں سے اسے مواد اور فکری سانچہ ملا۔ کیونکہ کوئی بھی شاعری خلاؤں میں جنم نہیں لیتی وہ زندگی کے عمل اور ردعمل کا نتیجہ اور اپنے ماحول کی پیداوار ہوتی ہے۔

لکھنؤ کی آبادکاری دہلی کی تباہی کی داستان سے جڑی ہوئی ہے۔ ۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب عالم گیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت روبہ زوال نظر آنے لگی۔ مختلف صوبے خودمختار ہوگئے اور کئی انتشار پسند طاقتیں تاریخ کے دھارے میں شامل ہوگئیں۔ اس وقت سے ۱۸۵۰ء تک کا

(۱) علی جواد زیدی نے بڑی شد و مد کے ساتھ اس تقسیم کو غیرفطری قرار دیا ہے۔

4. Read the following text carefully and write the answers of the questions.

اردو زبان وادب کے نشوونما سے متعلق ماہرین لسانیات کے فراہم کردہ مواد، اردو زبان کی اولین تخلیقات اور بزرگان دین کے ملفوظات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اردو زبان کے فروغ اور اس کے نشوونما میں صوفیائے کرام نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ بےلوث اور مخلص لوگ بندگان خدا تک خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے بے تاب تھے۔ وہ لوگوں کے دروازوں ہی پر نہیں ان کے دلوں پر دستک دینا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنا پیغام عوام تک خود ان کی زبان میں پہنچائیں۔ چنانچہ صوفیائے کرام نے خواص کی ادبی زبان کے بجائے عوام میں رائج زبان کو اپنی پیغام رسانی کا وسیلہ اظہار بنایا اور انھیں کی بولی میں تعلیم وتلقین فرمائی۔ صوفیائے کرام جس خطے میں جاتے وہاں کی زبان سیکھ کر اس خطہ کے لوگوں تک انھیں کی زبان میں اپنا پیغام پہنچاتے۔ اس طرح انھوں نے عوامی زبان کے دائرے کو وسیع کیا اور اپنی ضرورت کے مطابق نئے نئے الفاظ استعمال کر کے اس زبان کے ذخیرہ الفاظ میں قابل قدر اضافہ کیا۔

صوفیا سے پہلے اہل علم نومولود عوامی زبان (اردو) میں لکھنا اپنی شان کے منافی سمجھتے تھے عالمانہ تصانیف اس عوامی اور بازاری زبان میں پیش کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ صوفیائے کرام نے اس روایت سے بغاوت کرتے ہوئے عوام سے عوام کی زبان میں گفتگو کی۔ علاقائی زبانوں کے الفاظ اور سنسکرت زبان میں رائج مذہبی اصطلاحات تک استعمال کیں۔ صوفیائے کرام کی ان کوششوں سے اس زبان کا دائرہ وسیع ہوا۔

(الف) اردو زبان وادب کے نشوونما سے متعلق کسی ایک ماہر لسانیات کی رائے پیش کیجیے۔ ۱۰
(ب) اردو زبان کے نشوونما میں کسی ایک صوفی کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔ ۱۰
(ج) صوفیائے کرام نے کس طرح سے اردو زبان کی ترویج واشاعت کی؟ ۱۰
(د) اردو زبان کی تشکیل میں خانقاہوں کا کیا رول رہا؟ جائزہ لیجیے۔ ۱۰

5. Translate into Urdu. 40

. "Strange Bedfellows!" lamented the title of a recent letter to Museum News, in which a certain Harriet Sherman excoriated the National Gallery of Art in Washington for its handling of tickets to the much-ballyhooed "Van Gogh's van Goghs" exhibit. A huge proportion of the 200,000 free tickets were snatched up by the opportunists in the dead of winter, who then scalped those tickets at $85 apiece to less hardy connoisseurs.

Yet, Sherman's bedfellows are far from strange. Art, despite its religious and magical origins, very soon became a commercial venture. From bourgeois patrons funding art they barely understood in order to share their protegee's prestige, to museum curators stage-managing the cult of artists in order to enhance the market value of museum holdings, entrepreneurs have found validation and profit in big-name art. Speculators, thieves, and promoters long ago created and fed a market where cultural icons could be traded like commodities.

This trend toward commodification of high-brow art took an ominous, if predictable, turn in the 1980s during the Japanese "bubble economy." At a time when Japanese share prices more than doubled, individual tycoons and industrial giants alike invested record amounts in some of the West's greatest masterpieces. Ryoei Saito, for example, purchased van Gogh's *Portrait of Dr. Gachet* for a record-breaking $82.5 million. The work, then on loan to the Metropolitan Museum of Modern Art, suddenly vanished from the public domain. Later learning that he owed the Japanese government $24 million in taxes, Saito remarked that he would have the paining cremated with him to spare his heirs the inheritance tax. This statement, which he later dismissed as a joke, alarmed and enraged many. A representative of the Van Gogh museum, conceding that he had no legal redress, made an ethical appeal to Mr. Saito, asserting, "a work of art remains the possession of the world at large."